السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سورة بقرہ میں اللہ تعالی نے فرمایا : ۔

إِنَّ لَّذِينَ كَفَرُواْ سَوَآءٌ عَلَيۡ هِمۡ ءَأَنذَرۡ تَهُمۡ أَمۡ لَمۡ تُنذِرۡ هُمۡ لَا يُؤۡ مِنُونَ --سورة البقرة6

''کافروں کو آپ کا ڈرانا، یا نہ ڈرانا برابر ہے، یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے''

اس کے آگے ہے ۔

خَتَمَ للَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمۡ وَعَلَىٰ سَمۡ عِهِمۡ وَعَلَىٰٓ أَبۡ صَٰرِهِمۡ غِشَٰوَةٞ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيمٞ ٧ --سورة البقرة7

'' اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کردی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے''

اس آیت سے ظاہر ہے کہ زمین و آسمان کا ٹل جانا ممکن ہے مگر ان کا ایمان لانا ناممکن ہے مگر تاریخ بتا رہی ہے ۔ کہ حضرت رسول کریم ﷺ فوت نہیں ہوئے کہ وہ سب منکرین حضور پر ایمان لے آتے ہیں ۔ جب یہ مسلمہ امر ہے کہ تمام اہل مکہ اور مدینہ حضور پر ایمان لے آئے تو پھر ختم اللہ علی قلوبہم کا کیا معنی ہے ۔ ؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ ختم کے معنی ہمیشہ کے واسطے مسدود کردینا منقطع کردینا کہاں سے نکالے گئے ۔ قرآن مجید میں ختم کے مشتقات مختلف مقامات میں استعمال ہوئے ہیں ۔ مگر ایک جگہ بھی اس معنوں میں استعمال نہیں ہوئے تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول پر جب اس آیت الیوم نختم کو ہم وسیق الذین کفروا الی جہنم زمرا کے سامنے پش کرتے ہیں ۔ کہ قیامت کے روز جب جہنم کے چوکیدار جہنمیوں سے دریافت کریں گے کہ کیا تمہارے پاس رسول نہیں آیا تھا تو الیوم نختم کے قول کے خلاف نظر آرہے ہیں ۔ علاوہ ازیں نختم علی قبلک یطبع علی قلبک بھی قرآن مجید میں ہے جس سے ثابت ہوا کہ طبع اور ختم مترادف الفاظ ہیں ۔ پھر ختم کے معنی ہمیشہ کے لیے مسدود کرنا کہاں سے نکالے گئے ۔ جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس سوال کا حل اختصار کے ساتھ ہم عرض کرتے ہیں ۔ تفصیل دیگر علماء پر چھوڑتے ہیں ۔ سائل نے مابعد کی آیات دیکھی ہیں ماقبل کی نہیں دیکھی ۔ اس سے قبل خدا فرماتا ہے ہدی للمتقین ۔ یعنی قرآن مجید پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے ۔ پرہیزگاروں سے مراد یہاں وہ ہیں جن کا خاتمہ پرہیزگاری پر ہونے والا ہے ۔ کیونکہ اعتبار خاتمہ کا ہے ۔ پہلے خواہ کوئی حالت ہو ۔ اگر ساری عمر پرہیزگاری میں گزری ہو اور مرنے کے قریب مرتد ہوگیا ہو تو اس کی پہلی پرہیزگاری فائدہ نہیں دے سکتی ۔

قرآن مجید میں ہے :

وَمَن يَرۡ تَدِدۡ مِنكُمۡ عَن دِينِهِۦ فَيَمُتۡ وَهُوَ كَافِرٞ فَأُوْلَٰٓئِكَ حَبِطَتۡ أَعۡمَٰلُهُمۡ فِي لدُّ نۡيَا وَ لۡ ءَاخِرَةِۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ لنَّارِۖ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ ٢١٧ --سورة البقرة217

''اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں اور اسی کفر کی حالت میں مریں، ان کے اعمال دنیوی اور اخروی سب غارت ہوجائیں گے ۔ یہ لوگ جہنمی ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ پہلے خواہ مدت دینداری اور پرہیزگاری میں گزر جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ۔ اسی طرح اگر پہلے کفر کی حالت ہو اور اخیر میں تائب ہوجائے تو اس کے متعلق بھی خدا تعالی کا ارشاد ہے ۔

فَأُوْلَٰٓئِكَ يُبَدِّلُ للَّهُ سَيِّ‍َٔاتِهِمۡ حَسَنَٰتٖۗ وَكَانَ للَّهُ غَفُورٗا رَّحِيمٗا --سورة الفرقان70

''ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے''

پس جب مدار خاتمہ پر ہوا اور اس آیت سے وہی مراد ہوئے جن کا خاتمہ پرہیزگاری پر ہونے والا ہے تو ان الذین کفروا سے مراد بھی وہی کافر ہوں گے جن کا خاتمہ کفر پر ہونیوالا ہے ۔ جو خدا کے ہاں ابلیس کی طرح ازلی شقی ہیں ۔ پس ان کے حق میں ختم سے مراد یہی ہوگا کہ ان کا راستہ ہمیشہ کے لیے مسدود ہے اور ختم کے معنی ہمیشہ ایک نہیں ہوتے ۔ بلکہ جیسا مقام ہے ویسے ہوتے ہیں ۔ یہاں چونکہ ارشاد ہے کہ ان لوگوں کو ڈرانا نہ ڈرانا یکساں ہے یہ ایمان نہیں لائیں گے ۔ اس لیے یہاں یہی مراد ہوگی کہ ان کے لیے ہدایت کا راستہ مسدود ہے ۔ اور یہ ازلی شقی ہیں ۔ پس اب کسی قسم کا اعتراض نہیں رہا کیونکہ اگر مکہ والے یا دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے لیے ہدایت کا راستہ مسدود نہیں ہوا اور وہ ازلی شقی ہو کر ان الذین کفروا الایة کے تحت داخل نہ تھے بلکہ ہدی للمتقین کے تحت تھے ۔ پس ان کو ہدایت ہونی ضروری تھی ۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ان الذین کفروا سے ابوجہل وغیرہ خاص کافر مراد ہیں۔ اوران الذین کفروامیں موصول کی تعریف عہد خارجی کی قسم سے ہے۔ چنانچہ بیضاوی وغیرہ میں اس طرح لکھا ہے۔ پس اس صورت میں بھی کوئی جھگڑا نہیں رہتا۔ کیونکہ اگرمکہ مدینہ والے ایمان لائے ہیں۔ توخاص خاص لوگ جواس آیت سے مراد ہیں۔ جیسے ابوجہل وغیرہ ان کوایمان نصیب نہیں ہوا بلکہ وہ کفر کی حالت میں رخصت ہوگئے۔ پس آیت اپنی جگہ ٹھیک رہی اور ختم کے معنی بھی یہی ہوئے کہ ان کےلیے ہدایت کا دروازہ ہمیشہ کےلیے مسدود ہے۔ خداتعالی اس حالت سے بچائے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص130

محدث فتویٰ